Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون ۴۴۹

شمارہ نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعرات

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۳۱/۶۶ | ۱۴ صفر ۱۳۹۷ھ ۔ ۳ تبلیغ ۱۳۵۶ ہش ۔ ۳ فروری ۱۹۷۷ء | نمبر ۲۸

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دُعا اور نماز کا حق ادا کرنے کیلئے اپنے اُوپر ایک موت وارد کرنی ضروری ہے

نماز نام ہے اِس بات کا کہ انسان یہ محسوس کرے کہ مَیں اِس جہان سے دوسرے جہان میں پہنچ گیا ہوں

"یہ مت خیال کرو کہ جو نماز کا حق تھا ہم نے ادا کر لیا یا دعا کا جو حق تھا وہ ہم نے پُورا کیا۔ ہرگز نہیں۔ دعا اور نماز کے حق کا ادا کرنا چھوٹی بات نہیں۔ یہ تو ایک موت اپنے اُوپر وارد کرنی ہے۔ نماز اس بات کا نام ہے کہ جب انسان اسے ادا کرتا ہو تو یہ محسوس کرے کہ اِس جہان سے دوسرے جہان میں پہنچ گیا ہوں۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ پر الزام لگاتے ہیں اور اپنے آپ کو بری خیال کر کے کہتے ہیں کہ ہم نے تو نماز بھی پڑھی اور دعا بھی کی ہے مگر قبول نہیں ہوتی۔ یہ ان لوگوں کا اپنا قصور ہوتا ہے۔ نماز اور دعا جب تک انسان غفلت اور کسل سے خالی نہ ہو تو وہ قبولیت کے قابل نہیں ہوا کرتی۔ اگر انسان ایک ایسا کھانا کھائے جو کہ بظاہر تو میٹھا ہے مگر اس کے اندر زہر ملی ہوئی ہے تو مٹھاس سے وہ زہر معلوم تو نہ ہوگا مگر بیشتر اس کے کہ مٹھاس اپنا اثر کرے زہر پہلے ہی اثر کر کے کام تمام کر دے گا یہی وجہ ہے کہ غفلت سے بھری ہوئی دعائیں قبول نہیں ہوتیں کیونکہ غفلت اپنا اثر پہلے کر جاتی ہے۔ یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا بالکل مطیع ہو اور پھر اس کی دعا قبول نہ ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس کی مقررہ شرائط کو کامل طور پر ادا کرے۔ جیسے ایک انسان اگر دُوربین سے دُور کی شئے نزدیک دیکھنا چاہے تو جب تک وہ دُوربین کے آلہ کو ٹھیک ترتیب پر نہ رکھے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا یہی حال نماز اور دعا کا ہے۔ اسی طرح ہر ایک کام کی شرط ہے جب وہ کامل طور پر ادا ہو تو اس سے فائدہ ہوا کرتا ہے۔ اگر کسی کو پیاس لگی ہو اور پانی اس کے پاس بہت سا موجود ہے مگر وہ پیئے نہ تو فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ یا اگر اس میں سے ایک دو قطرہ پیئے تو کیا ہوگا؟ پوری مقدار پینے سے ہی فائدہ ہوگا۔"

(ملفوظات جلد پنجم صہ ۳۱۸، صہ ۳۱۹)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۳ تبلیغ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمدللہ

احبابِ جماعت التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے، ہمیشہ اپنی حفاظتِ خاص میں رکھے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

ربوہ ۳ تبلیغ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ:-

بے چینی اور ضعف کی تکلیف ہے۔

احبابِ جماعت خاص توجہ اور دردو الحاح کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو کامل شفا عطا فرمائے اور آپ کے مبارک اور قیمتی وجود کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین

میرے والد محترم مولانا غلام احمد صاحب بدوملہوی گذشتہ ایک ہفتہ سے بلڈ پریشر کی وجہ سے علیل ہیں اور کمزوری بڑھ رہی ہے۔ احباب سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل صحت عطا فرمائے۔

(رشید احمد۔ رشید بوٹ ہاؤس ربوہ)

مکرم الحاج ڈاکٹر محمد خان صاحب جو نصرت جہاں کلینک بریکامہ گیمبیا میں خدماتِ سلسلہ بجا لا رہے ہیں اپنی اہلیہ صاحبہ کی شدید علالت کی وجہ سے رخصت پر گئے ہوئے ہیں احباب سے ان کی اہلیہ صاحبہ کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب کو چند مشکلات درپیش ہیں ان کے ازالہ کے لئے بھی درخواستِ دعا ہے۔

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں)

شاہدین کا ریفریشر کورس

سال ۷۴، ۷۵، ۷۶ کے شاہدین مطلع رہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور ارشاد کے مطابق اُن کا ریفریشر کورس انشاء اللہ تعالیٰ مجلس مشاورت کے معاً بعد ۴ اپریل ۱۹۷۷ء بروز دوشنبہ سے شروع ہو کر ۳۰ اپریل ۱۹۷۷ء تک جاری رہے گا۔ مذکورہ بالا تینوں سالوں کے جملہ شاہدین اس میں شامل ہونے کے لئے تیار رہیں۔

(سیکرٹری حدیقۃ المبشرین)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳ر تبلیغ ۱۳۵۶ ہش
۳۔ فروری ۱۹۷۷ء

افتراپردازی اور فتنہ انگیزی کی انتہا

اِس دَور کے سکّہ بند افتراپردازوں کی ایک ٹیکنیک یہ بھی ہے کہ وہ اپنے من گھڑت افتراء کو اُس کا پردہ چاک ہو جانے کے باوجود وقفہ وقفہ سے سجا سجا کر نئے نئے انداز میں دہراتے چلے جاتے ہیں۔ اِس سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ کمال ڈھٹائی سے بار بار دہرانے کے نتیجہ میں سمجھدار لوگ نہ سہی کم ازکم سادہ لوح عوام ان کے فریب میں آجائیں گے اور ان کے جھوٹ کو سچ سمجھنے لگیں گے اور اِس طرح انہیں فتنہ پردازی کا موقعہ مل جائے گا۔ اِس کی ایک گھناؤنی مثال ہفت روزہ "اسلامی جمہوریہ" لاہور نے (جو ہفت روزہ "طاہر" لاہور کی طرح نئے نئے ناموں کے تحت شائع ہونے والے مخصوص رسائل کی طرح ان لوگوں کا ترجمان ہے جنہوں نے اپنے خود ساختہ اسلام کی رُو سے جھوٹ کے وجوب کا فتویٰ دے رکھا ہے) اپنی ۲ر تا ۸ر جنوری ۱۹۷۷ء کی اشاعت میں پیش کی ہے۔

اِن لوگوں نے اپنے ہفت روزہ "طاہر" لاہور بابت ۲۲ر تا ۲۸ر دسمبر ۱۹۷۵ء کے ذریعہ آج سے ایک سال قبل مولانا ظفر احمد انصاری اور ان کے ایک یہودی مصنّف کے حوالہ سے یہ من گھڑت الزام تراشا تھا کہ چھ سو پاکستانی احمدی پاکستان سے اسرائیل پہنچ کر یہودیوں کی فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں۔ بعد میں ایک احراری "مولانا" نے اِس پر یہ حاشیہ آرائی کی کہ (نعوذ باللہ) احمدی مسلسل پاکستان سے بھاگ بھاگ کر اسرائیل پہنچ رہے ہیں اور اب تک ہزاروں کی تعداد میں وہاں کی یہودی فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں۔ اِسی پر بس نہیں ان احراری "مولانا" نے یہ الزام بھی عائد کر ڈالا کہ یہ سب کچھ پاکستان کی وزارتِ خارجہ کے علم میں ہے اور وہ اِس معاملہ میں خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔

ہم نے اِس افتراءِ عظیم کی اُنہی دنوں تردید شائع کر دی تھی اور واضح کر دیا تھا کہ خود مولانا ظفر احمد انصاری کے یہودی مصنّف کی کتاب کے فراہم کردہ چربہ سے صاف عیاں ہے کہ اُس یہودی مصنّف نے اپنی کتاب میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ کوئی احمدی اسرائیل کی فوج میں بھرتی ہؤا ہے۔ اُدھر حکومتِ پاکستان کی طرف سے بھی تردید ہو گئی تھی جس میں اِس امر کا اعلان کیا گیا تھا کہ حکومت پوری طرح تحقیق کرنے کے بعد اِس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ کوئی پاکستانی یہاں سے اسرائیل نہیں گیا اور نہ کوئی پاکستانی وہاں جا ہی سکتا ہے۔

ہم نے الفضل میں جو تردید شائع کی تھی اُس میں بالصراحت یہ لکھا تھا کہ:-

"(۱) فلسطین میں احمدیہ مشن اسرائیل کے قیام سے بھی بیس سال قبل ۱۹۲۸ء میں قائم ہؤا تھا اور اُسی زمانہ میں وہاں جماعتِ احمدیہ معرضِ وجود میں آئی تھی۔

(۲) اُس وقت فلسطین کے جو عرب باشندے جماعتِ احمدیہ میں داخل ہوئے وہ اور اُن کی اولادیں اپنے لاکھوں عرب ہموطنوں کے ساتھ اپنے وطن کی اُسی سرزمین میں آباد چلے آرہے ہیں۔

(۳) یہ سراسر جھوٹ ہے کہ پاکستانی شہریت رکھنے والے پاکستانی احمدی وہاں جاکر آباد ہوئے ہیں اور یہ کہ انہوں نے وہاں فوج میں ملازمت اختیار کی ہوئی ہے۔ جب پاکستانی احمدی وہاں گئے ہی نہیں تو پھر وہاں ان کے آباد ہونے اور فوج میں بھرتی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۴) جو فلسطینی عرب احمدی اپنے دیگر لاکھوں عرب بھائیوں کے ساتھ اپنے وطن میں آباد ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی اسرائیلی فوج میں ملازم نہیں ہے۔ ان کے یا ان میں سے کسی کے فوج میں ملازم ہونے کا شاخسانہ سراسر افتراء ہے، اس میں شمّہ بھر بھی صداقت نہیں ہے۔"

(بحوالہ الفضل ۱۳ر اپریل ۱۹۷۶ء)

اِس طرح اپنے افترا کا پردہ چاک ہونے پر اِن افتراپردازوں نے چُپ سادھ لی۔ اب قریباً ایک سال بعد ان کی باسی کڑھی میں پھر اُبال آیا ہے اور اب کے انہوں نے اپنے ہفت روزہ "اسلامی جمہوریہ" لاہور کے ۲ر تا ۸ر جنوری ۱۹۷۷ء کے شمارہ میں اپنے مخصوص یہودی ذرائع سے موصول ہونے والے ایک اسرائیلی ہفت روزہ میں شائع شدہ فوٹو کا چربہ شائع کیا ہے جس میں اسرائیل کے ایک تہوار کے موقع پر فلسطین میں آباد لاکھوں عربوں کے بعض نمائندوں کے علاوہ فلسطین کے دو احمدیوں کو بھی اسرائیل کے صدر کے ساتھ کھڑا ہؤا دکھایا گیا ہے۔ ہفت روزہ "اسلامی جمہوریہ" نے اس فوٹو کو اپنی طرف سے اِس امر کے ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے کہ اس کے ہمنواؤں نے پہلے جو الزامات عائد کئے تھے وہ درست تھے۔ یہ ابلہ فریبی نہیں تو اَور کیا ہے؟ ایک معمولی عقل کا انسان بھی اِس بات کو بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اِس فوٹو سے یہ کیسے ثابت ہؤا یا ہو سکتا ہے کہ نعوذ باللہ ہزاروں احمدی پاکستان سے اسرائیل جاکر اس کی فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں اور یہ کہ وہ وہاں فوجی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جب مقصد ہی افتراپردازی اور فتنہ انگیزی ہو تو پھر وہ خوف خدا سے کیوں کام لے اور اپنی اِن مذموم حرکات پر کیوں ندامت محسوس کرے۔ ظاہر ہے کہ اگر اسرائیل، وہاں اپنے وطن میں پہلے سے آباد مسلمان فلسطینیوں کو اپنی تقریبات میں مدعو کرکے ان کے فوٹو اپنے اخبارات میں شائع کراتا ہے تو وہاں کے بے بس مسلمانوں کی اِس مجبوری سے پراپیگنڈا کے رنگ میں فائدہ اٹھانے سے اسے کون روک سکتا ہے۔ ایسے کسی فوٹو کی بناء پر ہوائی قلعے تعمیر کرنا اور اسے سراسر بے بنیاد الزامات کے ثبوت کے طور پر پیش کرنا پرلے درجہ کی ابلہ فریبی ہے۔

پھر اِس فوٹو پر بغلیں بجا کر اور آسمان سر پر اُٹھا کر اخبار مذکور اپنے افتراؤں کو سچ ثابت کرنے کی مذموم کوشش میں فی الاصل حکومتِ پاکستان کو بدنام کرنا چاہتا ہے کہ نعوذ باللہ اس کا یہ اعلان غلط تھا کہ کوئی پاکستانی شہری نہ اسرائیل گیا ہے اور نہ جا سکتا ہے۔ ان افتراپردازوں کا ایک ہی مقصد ہے کہ کسی نہ کسی طرح حکومتِ پاکستان کو بدنام کرکے ملک میں فتنہ پیدا کریں۔ لیکن ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ وہ خواہ کتنا ہی جھوٹ بولیں اور بار بار جھوٹے ثابت ہو جانے کے باوجود ڈھٹائی سے کام لے کر خواہ اسے نئے نئے انداز میں کتنا ہی دہرائیں وہ فتنہ انگیزی کے مذموم ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ان کی افتراپردازیوں کا بار بار پردہ چاک ہو چکا ہے۔ کاٹھ کی ہنڈیا بار بار چولہے پر نہیں چڑھتی۔

ہم ایک دفعہ پھر اپنے سابقہ بیان کا اعادہ کرتے ہیں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے کہ پاکستان کے احمدی اسرائیل جاکر وہاں آباد ہوئے ہیں اور یہ کہ انہوں نے وہاں جاکر فوج میں ملازمت اختیار کی ہے۔ جو فلسطینی احمدی اپنے دیگر لاکھوں عرب بھائیوں کے ساتھ اپنے قدیمی وطن میں اسرائیل کے قیام سے بہت پہلے سے آباد ہیں اور نسلاً بعد نسلٍ وہاں آباد چلے آرہے ہیں ان احمدیوں میں سے کوئی ایک بھی اسرائیلی فوج میں ملازم نہیں ہے۔ ان کے یا ان میں سے کسی ایک کے اسرائیلی فوج میں ملازم ہونے کا شاخسانہ سراسر افتراء ہے اور اِس میں شمّہ بھر بھی صداقت نہیں ہے۔

ہم ہفت روزہ "اسلامی جمہوریہ" کی طرف سے افتراپردازی اور فتنہ انگیزی کی اس نئی کوشش کی پُرزور تردید اور مذمّت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ عطا کرے اور ان کی بدخواہی سے ہمارے وطنِ عزیز پاکستان کو محفوظ رکھے اور ان کی افتراق انگیز سرگرمیوں کا مستقل طور پر سدِّباب فرمائے۔ آمین

جماعتِ احمدیہ کی ۵۸ ویں مجلسِ مشاورت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے جماعتِ احمدیہ کی ۵۸ ویں مجلس مشاورت انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ یکم، ۲، ۳ر اپریل ۱۹۷۷ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوگی۔

(۱) ایجنڈا کے لئے تجاویز مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۲۰ر فروری ۱۹۷۷ء ہے۔ تجاویز حسبِ قواعد جماعتوں کے عام اجلاس میں پیش ہوں گی اور وہی تجاویز بھجوائی جائیں گی جو کثرتِ رائے سے پاس ہوں گی۔

(۲) نمائندگان کا انتخاب بھی جماعت کے عام اجلاس میں ہوگا۔ منتخب نمائندگان کے اسماء گرامی ۱۵ر مارچ تک سیکرٹری مجلس مشاورت کو پہنچ جانے چاہئیں۔

(سیکرٹری مجلس مشاورت دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافت راشدہ پر اہم اعتراضات اور ان کے جوابات

محترم شیخ مبارک احمد صاحب فاضل سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ

(۳)

دوسرا اعتراض

شخصی خلافت سے ڈکٹیٹرشپ کا قیام ہوتا ہے

دوسرا اعتراض خلافت راشدہ کے نظام پر یہ کیا جاتا ہے کہ اگر اس سے مراد شخصی خلافت کا قیام ہے تو اس نظام سے ڈکٹیٹر شپ کے قیام میں مدد ملتی ہے کیونکہ اس نظام میں جملہ اختیارات خلیفہ یعنی فرد واحد کے سپرد کر دئے جاتے ہیں اور ایک فرد سیاہ و سفید کا مالک بن جاتا ہے جس کے باعث کئی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ جب کہ اجتماعی خلافت میں ان خرابیوں کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

خلافت راشدہ کی بنیادی خصوصیات سے عدم واقفیت

یہ اعتراض اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ معترضین کو خلافت راشدہ کے نظام اور اس کی امتیازی خصوصیات سے واقفیت نہیں۔ اگر خلافت راشدہ کے نظام اور جو خلفاء اس منصب پر فائز ہوتے ہیں ان کے حالات و کوائف اور ان کی جدوجہد کا مطالعہ کیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ خلافت راشدہ کے نظام یعنی شخصی خلافت میں وہ اندیشے اور قباحتیں نہیں پائی جاتیں جو ڈکٹیٹر شپ کے نتیجے میں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اس لئے یہ بتانا از بس ضروری ہے کہ خلافت راشدہ کی امتیازی خصوصیات کیا ہیں جن کی موجودگی کسی خلیفہ راشد کو ڈکٹیٹر شپ کی راہ پر نہیں ڈالتی بلکہ اس سے کوسوں دور رکھتی ہے

خلافت راشدہ کی امتیازی خصوصیات

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی نے محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کے استفسار پر ان خصوصیات کا ذکر تحریری جواب میں فرمایا جو رسالہ الفرقان کے خلافت نمبر جولائی ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا جس سے اسلامی خلافت راشدہ اور باقی تمام اقسام اقتدار ملوکیت وغیرہ میں نمایاں طور پر فرق کیا جا سکتا ہے۔ حضور کا یہ جواب خاکسار من و عن اس وقت آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ آپ نے ان امتیازی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

"اسلام میں خلافت راشدہ کے مجموعی امتیازات سات ہیں:

اوّل: انتخاب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا۔ یہاں امانت کا لفظ ہے۔ لیکن ذکر چونکہ حکومت کا ہے اسلئے امانت سے مراد امانتِ حکومت ہے۔ آگے طریقِ انتخاب کو مسلمانوں پر چھوڑ دیا چونکہ خلافت اس وقت سیاسی تھی مگر اس کے ساتھ مذہبی بھی۔ اس لئے دین کے قائم ہونے تک اسوقت کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انتخاب صحابہ کریں کہ وہ دین اور دیندار کو بہتر سمجھتے ہیں ورنہ ہر زمانہ کے لئے طریقِ انتخاب الگ ہو سکتا ہے۔ اگر خلافت صحابہ کے بعد چلتی تو اس پر بھی غور ہو جاتا کہ صحابہ کے بعد انتخاب کس طرح ہوا کرے۔ بہرحال خلافت انتخابی ہے اور انتخاب کے طریق کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔

دوم: شریعت خلیفہ پر اوپر سے شریعت کا دباؤ ہے وہ مشورہ کو رد کر سکتا ہے مگر شریعت کو رد نہیں کر سکتا گویا کانسٹی ٹیوشنل ہیڈ ہے آزاد نہیں۔

سوم: شوریٰ اور کے دباؤ کے علاوہ نیچے کا دباؤ بھی اس پر ہے یعنی اسے تمام اہم امور میں مشورہ لینا اور جہاں تک ہو سکے اُس کے ماتحت چلنا ضروری ہے

چہارم: اندرونی دباؤ یعنی اخلاقی۔ علاوہ شریعت اور شوریٰ کے اس پر نگران اس کا وجود بھی ہے کیونکہ وہ مذہبی راہنما بھی ہے۔ اور نمازوں کا امام بھی۔ اسی وجہ سے اس کا دماغی اور شعوری دباؤ اور نگرانی بھی اسے راہِ راست پر چلانے والی ہے جو خالص سیاسی منتخب یا غیر منتخب حاکم پر نہیں ہوتا

پنجم مساوات۔ خلیفہ اسلامی انسانی حقوق میں مساوی ہے جو دنیا میں اور کسی حاکم کو حاصل نہیں۔ وہ اپنے حقوق عدالت کے ذریعے لے سکتا ہے اور اس سے بھی حقوق عدالت کے ذریعہ لئے جا سکتے تھے

ششم عصمت صغریٰ۔ عصمت صغریٰ اسے حاصل ہے یعنی اسے مذہبی تلقین کا پرزہ قرار دیا گیا ہے اور وعدہ کیا گیا ہے کہ ایسی غلطیوں سے اسے بچایا جائے گا جو تباہ کن ہوں اور خاص خطرات میں اسکی پالیسی کی اللہ تعالیٰ تائید کرے گا اور ایسے دشمنوں پر فتح دیگا گویا وہ مؤید من اللہ ہے اور دوسرا کسی قسم کا حاکم اس میں اس کا شریک نہیں۔

ہفتم۔ وہ سیاسیات سے بالا ہوتا ہے اسلئے اس کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہو سکتا وہ ایک باپ کی حیثیت رکھتا ہے اس کے لئے کسی پارٹی میں شامل ہونا یا اس کی طرف مائل ہونا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ یعنی جب ایسے شخص کا انتخاب ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ کامل انصاف سے فیصلہ کرے کسی ایک طرف خواہ شخص ہو یا قومی ہو نہ جھکے"

(الفرقان جولائی ۱۹۵۸ء)

ڈکٹیٹرشپ اور خلافت میں بنیادی فرق

ان سے ظاہر ہے کہ خلافت راشدہ انتخاب سے قائم ہوتی ہے۔ طریقِ انتخاب کی معین صورت قائم نہیں کی گئی اس کو مسلمانوں کے حالات پر چھوڑ دیا گیا ہے اور وقت کے تقاضوں کے مطابق شکل دینے کی انہیں گنجائش دی گئی ہے پھر خلافت راشدہ کے منصب پر جو شخص فائز ہوتا ہے اس پر شریعت حاکم ہوتی ہے خلیفہ راشد گویا شریعت کا محکوم ہوتا ہے اور مسلمانوں کا ایسا ہیڈ ہے جو شریعت کی حکومت کے تحت کام کرنے کا پابند ہے۔ دوسری طرف نیچے سے اس پر دباؤ الگ ہے یعنی اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام اہم امور جو جماعت یا پبلک سے تعلق رکھتے ہوں ان کے متعلق مشورہ لے اور جہاں تک ہو سکے ان مشوروں کے مطابق کام کرے لیکن اگر مشورہ کے بعد کوئی بہتر رائے اور تجویز اس کے ذہن میں آئے تو وہ مشورہ کو رد کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کا اسے اختیار ہے۔

علاوہ ازیں اس کا اپنا وجود بھی اس پر نگران ہے کیونکہ وہ مذہبی راہنما ہے اور نمازوں کا امام بھی۔ اس وجہ سے اس کا دماغی و شعوری دباؤ اور روحانی روشنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ کو عطا کی جاتی ہے اسے جادۂ رشد و ہدایت پر چلاتی اور نظام جماعت کو قائم رکھنے کا موجب ہوتی ہے۔

پھر خلیفہ راشد انسانی حقوق کے لحاظ سے عام مسلمانوں کی طرح مساوی حیثیت رکھتا ہے یہ وہ طرۂ امتیاز ہے جو دنیا میں اور کسی حاکم کو حاصل نہیں۔ بلکہ دنیا کے حاکموں کو تو امتیازی اور ترجیحی حقوق دئے جاتے ہیں۔ برعکس اسکے خلیفہ راشد اپنے حقوق کے لئے عدالت کا پابند ہے اور دوسرے بھی عدالت کے ذریعہ اس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے حقوق حاصل کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی حضرت مصلح موعودؓ کی بیان کردہ خصوصیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ راشد کو چونکہ عصمت صغریٰ حاصل ہوتی تھی۔ بنابریں وعدہ کیا گیا ہے کہ اسے ایسی غلطیوں سے بچایا جاتا رہے گا جو تباہ کن ہوں اور اللہ تعالیٰ خاص خطرات میں اس کے اقدامات کی تائید کرے گا۔ اور اسے دشمنوں پر فتح دے گا۔ گویا وہ مؤید من اللہ ہے اور دوسرا کسی قسم کا حاکم ان خصوصیات میں اس کا شریک نہیں۔

پھر اس منصب پر سرفراز ہونے والا سیاسیات سے بالاتر ہوتا ہے اس لئے اس کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہوتا وہ ایک باپ کی حیثیت رکھتا ہے اس کے لئے کسی پارٹی میں شامل ہونا یا اس کی طرف مائل ہونا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ۔ یعنی جب ایسے شخص کا انتخاب ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ کامل انصاف سے فیصلہ کرے اور کسی ایک طرف نہ جھکے خواہ وہ فرد ہو یا قوم۔ یہ خصوصیات کسی سیاسی اور غیر منتخب حاکم اور ڈکٹیٹر میں نہیں ہوتیں۔

ڈکٹیٹرشپ کی قباحتیں اور خلافت کی برکتیں

خلافت راشدہ پر سرفراز ہونے والے خلفاء کے کوائف، ان کے طریق انتخاب، ان کے بارے میں قرآنی ہدایات اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مجموعی غور کرنے سے بنیادی نوعیت کی یہ سات خصوصیات خلافت راشدہ کے نظام میں نظر آتی ہیں۔ ان امتیازی خصوصیات کی موجودگی میں کسی شخص واحد کا جو خلیفہ راشد ہو ڈکٹیٹرشپ کی راہ پر چلنا ناممکن ہو جاتا ہے اور نہ ہی اس نظام میں ایسی قباحتوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ باقی رہتا ہے جو افراد اقوام اور مذاہب کے لئے تباہی و بربادی کا باعث ہوں۔

ہاں وہ امیر اور حاکم جن میں یہ سات بنیادی اور امتیازی باتیں نہیں پائی جاتیں وہ ڈکٹیٹرشپ سے تعلق رکھنے والی کم و بیش ساری قباحتوں کے حامل ہوتے ہیں وہ ملک ملت کے سیاہ و سفید کا مالک ہونے کے باعث اپنے قول کو قانون اور اپنے اختیار کو ہی کامل اختیار قرار دینے کے باعث لوگوں کے حقوق کو ان کی عزتوں کو، ان کی جانوں کو، ان کی آزادیوں کو اور ان کے اموال کو نقصان پہنچانے کا موجب بن جاتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ اپنے آمرانہ طور طریقوں سے قوم کو تباہی و بربادی کے عمیق غاروں میں گرا دیتے ہیں۔ مگر خلفاء راشدین جو شریعت کے ماتحت اور شریعت کی نگرانی میں کام کرتے ہیں جن کے لئے مشورہ کرنا ضروری ہوتا ہے اور دیگر خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں ان سے قوموں اور افراد کو راحت و آسائش حاصل ہوتی ہے اور وہ عامۃ الناس کے حقوق کے لئے سپر بن جاتے ہیں۔ انہی خصوصیات کی بنا پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انصار کو ایک دفعہ مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہر معاملہ میں تم سے مشورہ لیا جائے گا۔ اور بغیر تمہارے اتفاق رائے کے ہم کوئی کام نہیں کریں گے"۔

(طبری جلد ۱)

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

"لوگو! مجھ پر تمہارے چند حقوق ہیں جو میں تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔ اپنے یہ حقوق مجھ سے حاصل کرو مجھ پر تمہارا حق ہے کہ تمہارے خراج اور اموال غنیمت میں سے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کرے کوئی چیز ناحق نہ لوں۔ مجھ پر تمہارا یہ حق ہے کہ جب تم میں سے کوئی میرے پاس آئے تو مجھ سے اپنا حق لے کر جائے مجھ پر تمہارا یہ حق ہے کہ ... تمہیں ہلاکت میں نہ ڈالوں ...... اور جب تم کسی جنگ پر جاؤ تو باپ کی طرح تمہارے اہل وعیال کی نگہداشت کروں"۔

(الفاروق از محمد حسین ہیکل)

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"سنو! میں پیروی کرنے والا ہوں نئی راہ نکالنے والا نہیں ہوں اور یہ بات جان لو کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پیروی کرنے کے بعد تین باتوں کی پابندی کا میں تم سے عہد کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ میری خلافت سے پہلے تم نے باہم اتفاق سے جو قاعدے اور طریقے مقرر کئے ان کی پیروی کروں گا۔ دوسرے یہ کہ جن معاملات میں پہلے کوئی قاعدہ مقرر نہیں ہوا۔ ان میں سب کے مشورہ سے اہل خیر کا طریقہ مقرر کروں گا۔ تیسرے یہ کہ تم سے اپنے ہاتھ روکے رکھوں گا جب تک کہ تمہارے خلاف کوئی کارروائی کرنا قانون (یعنی خدا اور اس کے رسول کی سنت و شریعت) کی رو سے واجب نہ ہو جائے"۔

(طبری جلد ۳ ص ۴۴۶)

کیا کسی حاکم اور ڈکٹیٹر میں بھی ان خصوصیات کا سراغ ملتا ہے۔ لاریب کہ سوائے خلفاء راشدین کے روئے زمین پر کوئی حاکم ان صفات سے متصف نظر نہیں آتا۔

خلافت راشدہ کی اطاعت ضروری ہے

یہ بات یاد رہے کہ چونکہ خلافت راشدہ کے منصب پر فائز ہونے والے خلفاء نبی کے مشن کی تکمیل، اس کے مشن کی توسیع اور قومی وحدت کو استوار کرنے کے لئے کام کرتے ہیں اور وہ ان بنیادی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں جن کا ابھی ذکر کیا جا چکا ہے اسلئے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ضروری قرار دیا کہ ان خلفاء کی پوری اطاعت کی جائے بلکہ ان کی اطاعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اطاعت قرار دیا چنانچہ فرمان نبوی ہے

"من اطاع امیری فقد
اطاعنی و من عصیٰ
امیری فقد عصانی"

کہ جس نے میرے امیر یعنی جانشین اور نائب کی اطاعت کی وہ در اصل میری ہی اطاعت کرتا ہے اور جو ان کی نافرمانی کرتا ہے وہ میری نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور حضرت مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ کے منصب خلافت پر سرفراز ہونے کے بعد مجلس معتمدین نے عام جماعت کے لئے جو اعلان کیا تھا۔ اس میں صاف طور پر کہا گیا تھا کہ

"حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا تھا"۔

(اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

ڈکٹیٹر اور خلیفہ راشد میں بہت فرق

ایک بہت بڑا فرق ڈکٹیٹر اور خلیفہ راشد میں یہ ہوتا ہے کہ ڈکٹیٹر تو اپنے ہی اقتدار کے لئے سب کچھ کرتا ہے اور خلیفہ راشد جماعت مومنین کی بہتری کے لئے نہ صرف عملاً کوشاں ہوتا ہے بلکہ رات کے اندھیروں میں بھی ....
.... خدائے برتر و توانا کے سامنے گریہ و زاری کرتا اور جماعت مومنین کی بہتری کے لئے دست بدعا رہتا ہے حضرت مصلح موعود خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ جماعت مبائعین کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا اور تمہاری محبت رکھنے والا اور تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا اور تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لئے نہیں ہے تمہارا اسے فکر ہے درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں"

(برکات خلافت)

بھلا قوم کے لئے جماعت کے لئے افراد کی مخلوق کے لئے یوں تڑپنا یہ بے چینی یہ اضطراب اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر مولیٰ کے حضور ان کی بہتری کے لئے گریہ وزاری سے دعائیں کرنا کیا کسی ڈکٹیٹر کے بس کی بات ہے۔

غرض خلافت راشدہ کا نظام چونکہ ایک آسمانی نظام ہے اور اس کی حدود مقرر کر دی گئی ہیں جو سات خصوصیات کی صورت میں بیان کی جا چکی ہیں ان حدود کے اندر رہتے ہوئے ڈکٹیٹر شپ کے نظام کی کسی قباحت کا اندیشہ خلافت راشدہ کے نظام میں باقی نہیں رہتا۔

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرارداد تعزیت

آج مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۷۷ء مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا یہ خصوصی اجلاس حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کی وفات پر دلی تعزیت اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب مورخہ ۲۰، ۲۱ جنوری کی درمیانی شب کو ۸۰ سال کی عمر میں اچانک دل کے عارضہ سے وفات پا گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

آپ فیض اللہ چک ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ بچپن سے ہی قادیان میں ہی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ مولوی فاضل کرنے کے بعد مدرسہ احمدیہ میں مدرس اور پھر حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی وفات کے بعد ہیڈ ماسٹر کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اسکے علاوہ میونسپل کمیٹی قادیان کے ممبر اور پریذیڈنٹ بھی رہے۔ آپ تقسیم ملک سے پہلے جنرل پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ، ناظم سپلائی اجتماع جلسہ سالانہ، ناظم دارالقضاء، سیکرٹری بہشتی مقبرہ وغیرہ عہدوں پر فائز رہے۔

تقسیم ملک کے بعد ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء کو باقاعدہ درویشوں کا تعین ہوا تو آپ ہی ان کے امیر مقامی مقرر ہوئے اور ۵ مارچ ۱۹۴۹ء سے ناظر اعلیٰ بنے۔ آپ کی زندگی سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف رہی۔ آپ کا وجود وہاں کی جماعت کے لئے فیض رساں تھا اور بہت نامساعد حالات میں بھی بڑی ہمت سے مشکلات کا مقابلہ کرتے رہے اور درویشوں کے لئے سہارا بنے رہے۔ غیر مسلموں کے حلقہ میں بھی آپ کے لئے بڑا عزت و احترام تھا۔ انتظامی امور میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ غرض آپ کی وفات سے وہاں کی جماعت میں بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خود جماعت قادیان اور ان کے پسماندگان اور لواحقین کا حافظ و ناصر ہو اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(ممبرات مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

اسامیاں خالی ہیں

ایسے امیدوار جو میٹرک کے بعد کسی منظور شدہ انسٹیٹیوٹ / پولی ٹیکنک / سے مکینیکل انجینئرنگ میں سہ سالہ کورس کیا ہوا ہو وہ اسسٹنٹ فورمین کی اسامی کے لئے ۱۵ فروری ۱۹۷۷ء تک ڈائریکٹر [illegible] ریسرچ اینڈ [illegible] (او اینڈ ٹی) G.H.Q. راولپنڈی کو درخواستیں بھیج دیں۔ TEST اور انٹرویو راولپنڈی میں ہوگا۔ تنخواہ سکیل ۲۷۵-۲۰-۳۷۵-۲۰-۴۷۵-۲۵-۶۰۰/- و دیگر الاؤنس۔ (بحوالہ نوائے وقت مورخہ یکم فروری ۱۹۷۷ء)

(ناظر تعلیم)

ماہانہ رپورٹ اطفال

قائدین مجالس اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا آپ نے اپنی ماہانہ رپورٹ ہر ماہ کے شروع میں مرکز میں ارسال کر دیتے ہیں اگر نہیں تو مہربانی فرما کر ہر ماہ کی دس تاریخ تک اپنی ماہانہ رپورٹ مرکز کو ارسال فرما دیا کریں۔ شکریہ

(سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

مطالعہ کتب

ماہ فروری میں خدام کے مطالعہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب انفاخ قدسیہ مقرر کی گئی ہے۔ قائدین خدام سے مطالعہ کرائیں۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

فہرست عطیہ دہندگان برائے نادار مریضان فضل عمر ہسپتال ربوہ

دسمبر ۱۹۷۶ء

احباب کرام تمام عطیہ دہندگان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور انہیں برکتوں اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

دس روپیہ سے کم عطیہ دینے والے احباب کے نام شائع نہیں کئے جا رہے۔ قارئین کرام ان عطیہ دہندگان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل افیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

۱۔ عزیزہ ماہر احمد صاحب ابن ڈاکٹر ناصر احمد صاحب پروازی جاپان ۱۰۰/-
۲۔ نسیم مسعود صاحبہ بنت کیپٹن محمد اسلم صاحب دارالصدر ربوہ ۲۰۰/-
۳۔ سیدہ امۃ الحی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب آف لندن ۱۰۰/-
۴۔ قدسیہ اعجاز صاحبہ ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۰/-
۵۔ محمد اشفاق صاحب گوندل گوجرانوالہ ۱۵/-
۶۔ حسن بی بی صاحبہ والدہ محمد یعقوب صاحب سمبڑیال ۱۰/-
۷۔ اہلیہ صاحبہ صوبیدار عبدالمنان صاحب ربوہ ۱۰/-
۸۔ مرزا حمید احمد صاحب منڈی بہاؤالدین ۱۰/-
۹۔ امۃ الحی اکرام اللہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ گلگشت ملتان، امۃ النعیم صاحبہ، شفقت پروین صاحبہ ۵۰/-، نعمان فرید صاحب ۱۱/- ۷۱/-
۱۰۔ شیخ انور محمد صاحب ابوظہبی ۲۲۶/-
۱۱۔ رحمت بی بی صاحبہ c/o سکینہ بی بی صاحبہ فیکٹری ایریا ربوہ ۱۵/-
۱۲۔ باسط احمد صاحب لاہور ۱۰/-
۱۳۔ ناظم نور صاحب ولد مبارک احمد صاحب انجینئر [illegible] ۲۰۰۰/-
۱۴۔ کلثوم جمیل صاحبہ گوٹریالہ ضلع گجرات ۱۰/-
۱۵۔ امۃ الغنی صاحبہ دارالرحمت وسطی ربوہ ۱۰/-
۱۶۔ بیگم صاحبہ ملک خدا بخش صاحب نتھوکا آف ساہیوال ۳۰/-
۱۷۔ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اکاڑہ ۱۰/-
۱۸۔ بیگم عنایت صاحبہ ناظم آباد کراچی ۴۰/-
۱۹۔ چوہدری محمد طفیل صاحب دولم کاہلواں ضلع سیالکوٹ ۱۰/-
۲۰۔ ماڈرن سوئٹس کراچی ۵۰/-
۲۱۔ مسز فہمیدہ حنیفہ صاحبہ ۵۰/-
۲۲۔ مسز مسعودہ منصور کرامت صاحبہ منجانب شیخ مسعود احمد صاحب لیڈز ۵۰/-
۲۳۔ مسز نثار مظفر صاحبہ منجانب والد مرحوم قاضی محمد منیر صاحب ڈیوس روڈ لاہور ۱۰/-
۲۴۔ منجانب مرحومہ بیٹی فائزہ ارم صاحبہ ۱۰/-
۲۵۔ بیگم صاحبہ عزیز حسن صاحب کراچی ۵۰/-
۲۶۔ نیک محمد صاحب یونائیٹڈ بنک ربوہ ۲۰/-
۲۷۔ سید اکمل صاحب دارالصدر ربوہ ۱۰/-
(باقی)

۲۸۔ سعید الرحمٰن صاحب پراچہ سرگودہا ۵۰/-
۲۹۔ چوہدری احمد خان صاحب بذریعہ ضیاء الدین صاحب فضل عمر ہسپتال ۱۲/-
۳۰۔ سردار عبدالشکور صاحب c/o سردار رحمت اللہ صاحب ربوہ ۵۰/-
" " ۵۰/-
۳۱۔ شیخ محمد وسیم صاحب دیپالپور ۱۵/-
۳۲۔ عبدالسلام صاحب ڈسپنسر نشتر ہسپتال ملتان ۱۰/-
۳۳۔ منور احمد صاحب موٹر سائیکل ورکس نوابشاہ ۱۵/-
۳۴۔ محمد نعیم احمد صاحب باجوہ اے ایم سی چیک معرفت سیٹھ غلام محمد ہوٹل والا [illegible] شہر ضلع بدین ۲۰/-
۳۵۔ " " منجانب محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کمبوہ باجوہ ۱۰/-
۳۶۔ " " منجانب امۃ القیوم صاحبہ بنت محمد نعیم احمد صاحب ۱۰/-
۳۷۔ عبدالعزیز صاحب [illegible] ملٹری ڈیری فارم [illegible]
۳۸۔ ڈاکٹر امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ گارڈن ایسٹ کراچی ۵۰/-
۳۹۔ ملک فضل حق خان صاحب دستگیر کالونی کراچی ۵۰/-
۴۰۔ شمیم لطیف صاحبہ [illegible] خود و غیر احمدی دوست و دیگر ۱۳۰/-
۴۱۔ سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ گجرات ۱۲۰/-
۴۲۔ عبدالستار صاحب دارالصدر غربی ربوہ ۵۰/-
۴۳۔ مرزا محمد عثمان صاحب ۴۰/-
۴۴۔ سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ ٹوبہ ۱۲۴/۵۰
۴۵۔ ڈاکٹر ساجدہ صاحبہ ملتان ۳۰/-
۴۶۔ مبشر احمد صاحب دارالصدر شمالی ربوہ ۲۰/-
۴۷۔ محمد جمیل صاحب قریشی سکیکی منڈی ۱۰/-
۴۸۔ سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ سرگودہا ۳۱۹/۷۵
۴۹۔ مختار احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ باگڑ سرگانہ ۱۵/-
۵۰۔ سید ظہور احمد صاحب نیشنل بنک گوجرانوالہ ۱۰/-
۵۱۔ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ علی پور چٹھہ ۹۱/-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم روح کے فطرتی تقاضوں کو پورا کرنے والی ایک عظیم الشان روحانی نعمت ہے

اس کے ذریعے انسان ہدایت کی مصفّا راہوں سے مطلع ہوا اور ظلمت سے نکل کر روشنی اور نور میں آگیا

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک خطبہ عیدالفطر میں فرماتے ہیں :۔

"جسمانی نعمتوں اور برکتوں کو چھوڑ کر اب میں ایک عظیم الشان نعمت روح کے فطرتی تقاضے کو پورا کرنے والی نعمت کا ذکر کرتا ہوں۔ وہ کیا ؟ یہ اس کا پاک اور کامل کلام ہے جس کے ذریعے سے انسان ہدایت کی صاف اور مصفّا راہوں سے مطلع اور آگاہ ہوا اور ایک ظلمت اور تاریکی کی زندگی سے نکل کر روشنی اور نور میں آیا۔ ایک انسان دوسرے انسان کی باوجود ہم جنس ہونے کے رضا سے واقف نہیں ہو سکتا تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا سے واقف ہونا کس قدر محال اور مشکل تھا۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے اپنی رضا کی راہوں کو بتلانے اور اپنی ورا الورا مرضیوں کو ظاہر کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ قائم فرمایا۔

انسان دنیا کے عجائبات اور شداد چیزوں میں غور کر کے سکھ پاتا ہے لیکن وہ ابدی اور دائمی خوشی جو خود اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے کیسی سچی ہوگی۔

کس قدر کاوش اور تکلیف سے جسمانی سکھ حاصل کرنے کے لئے انسان کپڑا اور غذا بہم پہنچاتا ہے۔ مگر ایک وقت آتا ہے کہ کپڑا پھٹ جاتا ہے اور غذا کا فضلہ باقی رہ جاتا ہے۔ روحانی نعمتیں ابدالآباد کی راحتیں ہیں۔ دنیا میں، مرنے میں، جنت میں، حشر و نشر میں ہمارے ساتھ ہیں۔ غرض خدا تعالیٰ کے خاص انعامات سے انبیاء اور رسل کا بھیجنا ہے۔

گزشتہ ایام میں چونکہ رستے صاف نہ تھے تعلقاتِ باہمی مضبوط نہ تھے اس لئے ایک ایک قوم میں نبی اور رسول آتے رہے۔ جب مشرق اور مغرب اکٹھا ہونے لگا۔ خدا کے علم میں وہ وقت خلط ملط کا آگیا تو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ انبیاء علیہم السلام اور جس قدر رسول آئے فرداً فرداً قوموں کی اصلاح کے لئے آئے۔ ان کا جامع اور راستبازوں کی پاک تعلیموں کا مجموعہ قرآن کریم ہے جو جامع اور مہیمن کتاب ہے۔ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ فرمایا۔

پھر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے لئے یہ ایک مشکل پیش آتی تھی کہ ان میں کوئی خلیفہ اور یاد دلانے والا نہ ہوتا تھا اس لئے لوگ بے خبر ہو جاتے تھے اور قوم پھر سو جاتی تھی۔ مگر مولا کریم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دامن چونکہ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وسیع کر دیا ہے اور آپ کا بھی دعویٰ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا کا ہے اور ایسی مضبوط کتاب آپ کو عطا فرمائی۔ ممکن تھا کہ لوگ بے خبر رہتے۔ اس کی حفاظت کا انتظام بھی مولا کریم نے فرما دیا۔"

(خطباتِ نور صفحہ ۲۰۷)

احباب محتاط رہیں!

ایک شخص کے متعلق نظارت ہذا اس سے قبل کئی مرتبہ اعلان کر چکی ہے کہ وہ اپنا نام بدل بدل کر مختلف جماعتوں میں ٹھگی کی واردات کرتا رہتا ہے۔ آج تک اس نے اپنے جو نام تبدیل کئے وہ حسب ذیل ہیں :۔

رانا محمد اکبر۔ رانا محمد علی۔ چوہدری محمد افضل۔ چوہدری مقبول احمد۔ چوہدری عبداللطیف۔ چوہدری محمد یونس۔ چوہدری آفتاب احمد۔ وغیرہ وغیرہ۔

مختلف لوگوں کے پاس جا کر لڑکے کے لئے رشتے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے جس کا ڈاکٹر ہونا بتاتا ہے۔ جیسے کبھی سعودی عرب، کبھی حیدر آباد میڈیکل کالج یا کسی اور جگہ ملازم بتاتا ہے ایک نوجوان کا فوٹو بھی دکھاتا ہے، اس کو اپنا لڑکا ظاہر کرتا ہے حالانکہ اس کا لڑکا نہیں۔ مختلف بہانوں سے روپیہ بھی لیتا ہے۔ جماعت کے بزرگوں کے نام جانتا ہے اور جماعتی خدمات کا اظہار کر کے لوگوں پر اعتماد جماتا ہے۔ اپنے آپ کو سندھ کا بہت بڑا زمیندار بھی ظاہر کرتا ہے۔ اپنی رہائش لطیف آباد حیدر آباد بتاتا ہے۔ مختلف اضلاع میں اپنی زرعی زمین ظاہر کرتا ہے۔ پہلے کئی اضلاع میں واردات کر چکا ہے۔ آجکل ضلع سیالکوٹ میں چکر لگا رہا ہے۔

مذکور کا اصل نام کالے خان ولد رانجھے خان ہے اور چک ۱۰۹ اسٹیشن دادستیانہ ضلع ساہی وال کا رہنے والا ہے۔ اس کا حلیہ حسب ذیل ہے :۔

بھاری جسم۔ سانولا رنگ۔ سفید ریش۔ شلوار قمیص اور ٹوپی پہنتا ہے کبھی چادر بھی باندھتا ہے۔ عمر قریباً باسٹھ سال ہے۔

احباب اس سے محتاط رہیں۔ (ناظر امور عامہ)

گمشدہ طلائی کانٹا

۳۱ر جنوری ۷۷ء کو ایک عدد طلائی کانٹا الفیض فلیٹ سے دارالرحمت شرقی براستہ رحمت بازار آتے ہوئے کہیں گر گیا ہے جس دوست کو ملا ہو خاکسار تک پہنچا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (عبدالشکور جاوید ۱۹/۴۴ دارالرحمت شرقی۔ ربوہ)

جائیداد کی خرید و فروخت

ربوہ میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت کے لئے آپ کی سہولت کے پیش نظر ایک واحد رجسٹرڈ ادارہ کھولا گیا ہے۔ اس باقاعدہ ادارے کا دفتر قومی مرکزی بچت بینک کے متصل دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے بالمقابل واقع ہے۔

ہمیں آپ اپنی خدمت کے لئے ہر وقت مستعد پائیں گے۔ ربوہ شہر اور مضافات میں نہایت مناسب داموں پر پلاٹس برائے فروخت موجود ہیں۔

احمد اسٹیٹس

پراپرٹی ڈیلر رجسٹرڈ انس مارکیٹ ربوہ

دارالفضل میں

خاکسار کا ایک عدد پلاٹ برقبہ چار کنال قابلِ فروخت ہے۔ ایک ایک کنال بھی فروخت ہو سکتا ہے۔

خواہشمند احباب احمد اسٹیٹس ربوہ سے رجوع کریں۔

عباس احمد

"صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" کی ادائیگیوں کا تیسرا مرحلہ ۲۸ فروری ۷۷ء کو ختم ہو رہا ہے ہر وعدہ کنندہ کو ۱۵/۳ حصہ ادا کرنا ضروری ہے جزاکم اللہ احسن الجزاء (سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)